پینتالیس ۴۵ مواعظ و مجالس کا مجموعہ

جلاء الخواطر

غوثِ اعظم حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

بسعی و اہتمام

جناب شفقت جیلانی خان صاحب

مکتبہ نبویہ

گنج بخش روڈ ○ لاہور

تھی جس میں امر اور نہی تھی۔ لوگوں نے کہا، ہم اسے قبول نہ کریں گے جب تک ہم اللہ کا چہرہ نہ دیکھ لیں گے اور اس کا کلام نہ سن لیں گے۔ آپؑ نے ان سے فرمایا اپنی ذات کو تو اس نے مجھے بھی نہیں دکھایا پھر تمہیں کیسے دکھا دوں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ جب آپ نہ اس کا منہ دکھائیں اور نہ اس کا کلام سنوائیں ہم اس کی بات کیسے مان لیں، رب خدائے بزرگ و برتر نے موسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و رحمت ہو کو وحی کی کہ ان کو کہہ دیجئے کہ اگر ان کا میری کلام سننے کا ارادہ ہے تو تین دن روزے رکھیں، جب چوتھا روز ہو خوب نہائیں اور پاک کپڑے پہنیں۔ پھر ان کو لے کر آجاؤ۔ تاکہ میری کلام سنیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان کو اس بات کی خبر کر دی۔ پس انہوں نے ایسا ہی کیا۔ پھر پہاڑی کے اس مقام پر آئے جہاں وہ (موسیٰ علیہ السلام) اپنے خدائے بزرگ و برتر سے باتیں کیا کرتے تھے۔ اور انہوں نے اپنی قوم کے عالموں اور پرہیزگاروں میں سے ستر آدمی لیے۔ جب حق تعالیٰ ان سے مخاطب ہوئے تو سب کے سب بے ہوش ہو کر مر گئے۔ موسیٰ ہمارے نبی اور ان پر درود و رحمت ہو۔ اکیلے رہ گئے۔ اور رو کر عرض کی اے پروردگار! آپ نے میری امت کے بہترین لوگوں کو مار دیا۔ اللہ کو ان کے رونے پر رحم آیا۔ تو انہیں اللہ نے زندہ کر دیا وہ اپنے پاؤں پر اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا موسیٰ علیہ السلام، ہمیں اللہ تعالیٰ کا کلام سننے کی طاقت نہیں آپ ہی ہمارے اور ان کے درمیان واسطہ بنیے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کی اور موسیٰ علیہ السلام ان کو سناتے اور ان کے لیے دہراتے جاتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام محض اپنے ایمان کی قوت اور اپنی طاقت اور اپنی عبودیت کے ثابت ہونے کی بنا پر اللہ تعالیٰ کا کلام سننے پر قادر ہوئے اور وہ لوگ محض اپنے ایمان کی کمزوری کی بنا پر اللہ کا کلام سننے پر قادر نہ ہو سکے۔ پس اگر وہ توریت میں آئے ہوئے اللہ کے احکام کو قبول کر لیتے اور امر و نہی میں اطاعت کرتے اور ادب

کرتے اور جو کیا اس کے کہنے کی جرأت اور تحریک نہ کرتے تو خدائے بزرگ و برتر کلام سننے پر قادر ہو جاتے۔

اپنے مولیٰ کی اطاعت میں ہر طرح کوشش کرو۔ اور کوشش کرو کہ تم نہ دینے والے کو دو اور توڑنے والے سے جوڑو۔ اپنے پر ظلم کرنے والے کو معاف کر دو۔ اور کوشش کرو کہ تمہارا بدن بندوں کے ساتھ ہو اور تمہارا دل بندوں کے پروردگار کے ساتھ ہو۔ اور کوشش کرو کہ سچے بنو، جھوٹے نہ بنو۔ اور کوشش کرو، اخلاص برتو، نفاق نہ برتو۔ لقمان حکیم اپنے بیٹے سے کہا کرتے تھے، اے بیٹے! لوگوں سے دکھاوا نہ کرو کہ کہیں خدائے بزرگ و برتر سے۔ ایک بدکار دل سے ملو تمہاری خرابی ہو۔ دو منہ، دو زبانوں اور دو کاموں والے مت بنو کہ اِس کے سامنے اور اُس کے سامنے کچھ۔ مَیں مسلط ہوا ہوں ہر جھوٹے منافق دجال پر۔ مسلط ہوا ہوں، خدائے بزرگ و برتر کے ہر نافرمان پر، جن کا سب سے بڑا ابلیس ہے اور سب سے چھوٹا بداعمال۔ میری جنگ ہے تم سے اور ہر گمراہ سے۔ گمراہ کنندہ اور باطل کی طرف دعوت دینے والے سے۔ اس پر لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم سے مدد لیتا ہوں۔ نفاق تمہارے دل پر جم گیا ہے۔ تمہیں اسلام، توبہ اور زنار (کفر) توڑنے کی ضرورت ہے۔ عقل سیکھو۔ جب تم سے غبار چھٹ جائے گا تو دیکھو گے اور تھوڑی دیر بعد تمہیں خبر معلوم ہو جائے گی۔ جس نے میری بات سنی اور اس پر عمل کیا اور اخلاص برتا وہ مقربین میں سے بنا۔ اس واسطے کہ ایسی بات ہے، کیا مغز جس میں چھلکا نہیں۔ تمہاری خرابی ہو، اللہ کی محبت کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنے دلوں سے اس کے سوا اوروں کی طرف متوجہ ہوتے ہو۔ مجنوں کو جب لیلیٰ کی محبت سچی ہو گئی تو اس کا دل لیلیٰ کے سوا کسی کو قبول نہ کرتا تھا۔ ایک دن لوگوں پر اس کا گزر ہوا، تو انہوں نے پوچھا، کہاں سے آئے ہو؟ کہا، لیلیٰ کے پاس سے۔ پوچھا، کہاں کا ارادہ ہے۔ بولا۔ لیلیٰ کی

یاش پاش ہو جاتا۔ اگر کوئی کہے۔ اس کو دیکھنے کی کیا صورت ہے تو میں کہوں گا کہ جب بندہ کے دل سے خلق نکل جاتی ہے اور حق تعالیٰ کے سوا باقی کچھ نہیں رہتا تو جس طرح چاہتا ہے۔ دکھاتا ہے اور نزدیک کرتا ہے۔ باطن سے ایسے ہی دیکھتا ہے جیسے ظاہر سے۔ اور ایسے دیکھتا ہے جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شبِ معراج میں دیکھا۔ (اگرچہ دونوں کے دیکھنے میں بہت فرق ہے مگر نوعیت ایک ہے)۔ جس طرح وہ چاہتے ہیں اپنے آپ کو اس بندہ کو دکھاتے ہیں۔ نزدیک کرتے ہیں۔ اس سے نیند کی حالت میں بات کرتے ہیں اور کبھی بیداری میں بھی اس کے دل اور باطن سے بات کرتے ہیں۔ کبھی اس کے وجود کو قبض کر لیتے ہیں۔ تو اللہ کو اس کی شانِ ظاہری[1] پر دیکھتا ہے۔ اور ایک دوسرے معنی بھی دیتا ہے جس سے اس کی صفات۔ اس کی کرامات۔ اس کے فضل و احسان اور اس کے لطف و کرم کو دیکھتا ہے۔ اس کے حُسنِ سلوک اور آغوشِ حفاظت کو دیکھتا ہے۔ جس کی عبودیت ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ نہیں کہتا کہ مجھے خود کو دکھا۔ مجھے (فلاں چیز) دے۔ فنا اور مستغرق ہو جاتا ہے۔ اس لیے بعض بزرگ جو اس درجہ کو پہنچ گئے تھے۔ کہتے تھے۔ مجھ پر میری طرف سے ہے ہی کیا۔ کیا اچھی بات کہی جس نے کہا۔ میں اس کا بندہ ہوں اور بندہ کو آقا کے سامنے اختیار اور ارادہ نہیں ہوتا۔ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور یہ غلام دیندار اور نیک تھا۔ پھر (گھر پہنچ کر) پوچھا۔ اے غلام! کیا چیز کھانی چاہتے ہو۔ اس نے کہا جو کھلا دو۔ کیا۔ پھر کہا۔ کون سا کام کرنا پسند کرتے ہو۔ کہا جس کا آپ حکم فرمائیں۔ تو وہ شخص رو پڑا۔ اور کہنے لگا۔ خوش خبری ہو تمہیں۔

---

[1] دنیا میں ان آنکھوں سے اللہ پاک کو دیکھ سکنے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت جیلانی کا مسلک جواز کا بلکہ کاملین کے لیے وقوع کا معلوم ہوتا ہے۔

طرف کا۔
جب دل خدائے بزرگ و برتر کی محبت میں سچا ہوتا ہے، تو موسٰی۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو، جیسا ہو جاتا ہے۔ کہ خدائے بزرگ و برتر نے ان کے حق میں فرمایا، ہم نے پہلے سے ہی ان پر پستانوں کو ممنوع قرار دیا تھا۔ تم جھوٹ نہ بولو۔ تمہارے دو دل نہیں بلکہ ایک ہی ہے۔ جس چیز سے بھی بھر جائے گا پھر اس میں دوسری نہیں سما سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اللہ نے کسی شخص کے سینہ میں دو دل نہیں رکھے۔ جس دل میں خالق کی محبت ہو گی۔ صحیح نہیں ہو گا کہ اس میں دنیا اور آخرت ہو۔ اللہ سے ناآشنا رہنا نفاق برپا کرتا ہے۔ اور اس سے آشنا۔ ایسا نہیں کرتا۔ اور احمق خدائے بزرگ و برتر کی نافرمانی کرتا ہے اور عاقل اس کی اطاعت کرتا ہے اور بغض رکھنے والا نافرمانی کرتا ہے اور محبت رکھنے والا اطاعت کرتا ہے اور دنیا اکٹھی کرنے کی حرص کرنے والا دکھاوا کرتا اور نفاق برتا کرتا ہے۔ اور کوتاہ امید ایسا نہیں کرتا۔ اور موت کو بھلا دینے والا دکھاوا کرتا ہے اور یاد رکھنے والا دکھاوا نہیں کیا کرتا۔ اور غافل دکھاوا کرتا ہے اور بیدار دکھاوا نہیں کرتا ہے۔ اولیاء اللہ کو (غیبی فرشتہ) متنبہ کرتا اور (غیبی) معلّم تعلیم دیتا رہتا ہے، اور حق تعالیٰ وسائلِ علم ان کے لیے مہیا فرما دیتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ مومن اگر پہاڑ کی چوٹی پر بھی ہو گا تو اللہ اس پر (غیبی) عالم متعین فرمائے گا جو اس کو (رضیاتِ الٰہیہ کی) تعلیم دیتا رہے گا۔ نیکوں کی باتیں مستعار لے کر ان پر اپنا دعویٰ کر کے باتیں نہ کیا کرو۔ مانگی چیز چھپا نہیں کرتی۔ اپنے مال سے کمائی کرو۔ مانگی چیز سے نہیں۔ اپنے ہاتھ سے کپاس کاشت کرو اور اسے اپنے ہاتھ سے پانی دو۔ اور اس کی اپنی کوشش سے پرورش کرو۔ پھر اسے بُن لو، سی لو اور پہن لو۔ دوسروں کی مِلک اور دوسروں کے کپڑوں پر مت اِتراؤ۔ جب دوسروں

ہو جاتے ہیں جن سے وہ اپنے آپ کو اور دوسروں کو دیکھتے ہیں۔ چونکہ ان کے دل صحیح ہو جاتے ہیں اس لیے ان پر تمہارے اندر کی حالت چھپی نہیں رہتی۔ تمہارے دلوں کی باتیں کرتے ہیں چونکہ ان کے دل صحیح ہو جاتے ہیں اور تمہارے گھروں کی چیزوں کی خبر دیتے ہیں۔ افسوس تمہارے پر۔ عقل سیکھو۔ اپنی جہالت کے ساتھ (اہل اللہ) کی جماعت میں مت گھسو۔ تم مدرسہ سے نکلتے ہی (منبر پر) چڑھ بیٹھتے ہو۔ نیک لوگوں (اہل اللہ) کی باتیں سنانے لگے ہو۔ ابھی (دوات) کی سیاہی تمہارے بدن اور کپڑوں پر لگی ہے اور لوگوں کو نصیحتیں کرنے کے منتظر ہو بیٹھے۔ اس بات کے لیے ظاہر اور باطن کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہوتی ہے پھر سب سے بے پرواہ ہو جانے کی۔ اے غافلو! تم کو تو یہ بھی خبر نہیں کہ پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے۔ خصوصی قیامت اور عمومی قیامت کو یاد کرو۔ خصوصی قیامت تم میں سے ہر ایک کی علیحدہ موت ہے اور عمومی قیامت وہ ہے جس کا خدائے بزرگ و برتر نے وعدہ فرمایا۔ یاد کرو اور سبق لو۔ خدائے بزرگ و برتر کے اس فرمان سے۔ اس دن پرہیزگاروں کو خدائے رحمٰن کا وفد بنا کر لائیں گے اور گناہ گاروں کو دوزخ کی طرف پیاسے ہانکیں گے۔ جُدا جُدا جماعت اور سوار۔ دوزخ کے گھاٹ پر اور پیاسے پرہیزگاروں کو جمع کیا جائے گا۔ اور گناہگاروں کو (جانوروں کی طرح مار مار کر) ہانکا جائے گا۔ سو اللہ رحم کرے اس بندہ پر جو اُس دن کو یاد کرے اور آج ہی اہل اللہ کی جماعت میں آشامل ہو۔ تاکہ اس دن انہی کے ساتھ جمع ہو۔ اے پرہیزگاری کے چھوڑنے والو! قیامت کے دن پرہیزگار رحمٰن کی طرف سوار لائے جائیں گے۔ اور فرشتے ان کے اردگرد ہوں گے۔ ان کے اعمال صورتیں اختیار کر لیں گے۔ وہ اصیل گھوڑوں پر سوار ہوں گے۔ اصیل گھوڑا

دے گی جیسے کہ مردہ زمین کو بارش پڑنے سے زندگی مل جاتی ہے۔ ذکر کی ہمیشگی دنیا اور آخرت کی دُوری خیر کا سبب بنتی ہے۔ جب دل صحیح ہو جاتا ہے تو اس میں ذکر دائمی قائم ہو جاتا ہے، اس کے سارے دل اور اس کی اطراف میں لکھا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کی آنکھیں سوتی ہیں اور اس کا دل اپنے خدائے بزرگ و برتر کو یاد کیا کرتا ہے۔ یہ اس کو اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میراث میں ملتی ہے جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد کیا کرتے تھے۔ ایک بزرگ کے پاس ایک تسبیح تھی جس سے اللہ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ ایک رات تسبیح پڑھتے پڑھتے سو گئے۔ اور وہ ان کے ہاتھ میں ہی تھی۔ تو اچانک (لوگوں نے دیکھا کہ) وہ ان کے ہاتھ میں چل رہی ہے۔ بغیر اس کے کہ وہ اسے چلائیں، اور ان کی زبان سے سبحان اللہ، سبحان اللہ نکل رہا ہے۔ اللہ والوں کا سونا اونگھ کے غلبہ سے ہوتا ہے اور ان میں بعض ایسے بھی ہیں کہ رات کے کچھ حصہ میں بہ تکلف سوتے ہیں تاکہ اس سے رات کے بقیہ حصّہ میں جاگنے کے لیے مدد ملے، وہ نفس کو اس کا حق دیتے ہیں تاکہ اسے سکون ہو جائے۔ اور تکلیف نہ دے۔ ایک بزرگ کی تو یہ شان تھی کہ رات میں نیند کو بلایا کرتے اور اس کا بلا ضرورت سامان کیا کرتے۔ کسی نے ان سے اس کی وجہ پوچھی تو کہا، مجھے خدائے بزرگ و برتر اپنا دیدار کراتے ہیں۔ سچ بات کہی۔ کیونکہ سچا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔ چنانچہ ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک سونے میں تھی۔ خدائے بزرگ و برتر کے مقرب پر ہر وقت (اس کی حفاظت کے لیے) فرشتے مقرر ہوتے ہیں۔ اگر وہ سو جاتا ہے تو اس کے سر کے قریب اور پاؤں کے پاس بیٹھے رہتے ہیں اور اس کی آگے اور پیچھے سے حفاظت کرتے ہیں۔ شیطان ایک طرف رہتا ہے مقرب کو اس کے پاس ہونے کا احساس بھی نہیں ہوتا۔ اللہ اس کی حفاظت

خبردار! ایسی چیز نہ طلب کرو۔ جو تمہارے ہاتھ نہ پڑے۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ تم سیاہ سفید (احکامِ شریعت) پر عمل کر لو اور (سچے) مسلمان بن جاؤ۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے قیامت کے دن مسلمانوں کی جماعت میں آجاؤ۔ اور کافروں کی ٹولی میں نہ رہو۔ خوشخبری ہو تمہارے لیے کہ جنت کی زمین اور اس کے دروازہ پر بیٹھنا مل جائے۔ اور جہنم والوں میں نہ ہوں۔ تواضع کرو، تکبّر نہ کرو۔ تواضع بلند کرتی ہے اور تکبر پست کرتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے اللہ تعالیٰ کے لیے تواضع کی، اللہ تعالیٰ اسے بلند کریں گے۔ اللہ کے ایسے بندے (اب بھی) موجود ہیں جو پہاڑوں کے برابر نیک اعمال کرتے ہیں۔ ایسے اعمال جیسے کہ پہلوں نے کیے اور خدائے بزرگ و برتر کے سامنے تواضع کرتے اور کہتے، ہمارا کوئی عمل نہیں جو ہمیں جنت میں داخل کر دے۔ اگر ہمیں جنت میں داخلہ مل گیا تو خدائے بزرگ و برتر کی رحمت سے، اور اگر ہمیں جنت میں داخل نہ فرمایا گیا تو یہ بھی اس کا عدل وانصاف۔ (کہ فی الواقع ہم اس کے قابل نہ تھے) وہ ہر وقت اس کے سامنے اخلاص کے پاؤں پہ کھڑے رہتے ہیں (نیک اعمال سے خالی سمجھتے ہوئے اور اس کی نگاہ عفو و کرم کا انتظار کرتے ہوئے) توبہ کرو اور اپنی کوتاہی کو مان لو۔ توبہ اللہ تعالےٰ کی (دی ہوئی) زندگی ہے۔ زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد بارش سے زندہ کرتا ہے۔ اور دلوں کو موت کے بعد توبہ اور بیداری کے ساتھ زندہ کرتا ہے۔

اے نافرمانو! توبہ کرو۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔ اور اس کے فضل سے مایوس نہ ہو۔ اے مُردو! ہمیشہ خدائے بزرگ و برتر کو یاد کرو۔ اس کی کتاب کی تلاوت کرو۔ اس کے رسولؐ کی سنت کی پیروی کرو۔ اور ذکر کی مجلسوں میں حاضر ہوتے رہو۔ یقیناً یہ چیز تمہارے دلوں کو اس طرح زندہ کر

ہے۔ جن کا یہ حال ہے اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے۔ چنانچہ صاحب عزوجلال نے فرمایا۔ کافروں کے لیے سخت گیر ہیں اور آپس میں نرم دل ہیں اس وقت یہ بندہ عام لوگوں کی سمجھ سے بالا ہو جاتا ہے۔ اور عالمِ ظہور سے ماورا اس (نرالی مخلوق سے) بن جاتا ہے جو خدائے بزرگ و برتر کے اس فرمان سے ظاہر ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں پیدا کرتے ہیں جنہیں تم جانتے نہیں۔ یہ سب توحید۔ اخلاص اور صبر کا پھل ہوتا ہے۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب (ہر تکلیف اور مصیبت پر) صبر کیا تو ساتویں آسمان پر بلائے گئے اور انہوں نے خدائے بزرگ و برتر کو دیکھا اور اس سے نزدیک ہوئے۔ اور یہ (عالی شان) عمارت صبر کی بنیاد کو مضبوط کرنے کے بعد ہی درست ہوئی۔ تمام خوبیاں صبر پہ ہی مرتب ہوتی ہیں۔ اس واسطے خدائے بزرگ و برتر نے اس کو بار بار دہرایا اور اس حکم کی تاکید فرمائی۔ اے ایمان والو! صبر کرو۔ صبر دلایا کرو۔ اور جمے رہو۔ اور اللہ سے ڈرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں صبر کرنے والوں اور ان کا قول میں۔ فعل میں۔ خلوت میں۔ جلوت میں۔ صورت میں۔ سیرت میں۔ ہر حال میں اچھی طرح اتباع کرنے والا بنا۔ اور ہمیں دنیا اور آخرت میں نیکی دے اور آگ کے عذاب سے بچا۔

چوتھی مجلس :-

مرید توبہ کے سایہ کے نیچے کھڑا ہوتا ہے۔ اور "مراد" خدائے بزرگ و برتر کی عنایت کے سایہ تلے کھڑی ہوتی ہے۔ "مرید" چلا کرتا ہے "مراد" اڑا کرتی ہے۔ "مرید" دروازہ پر ہوتا ہے۔ اور "مراد" خلوت خانہ قرب کے دروازہ کے اندر ہوتی ہے۔ "مرید" مجاہدہ کرکے "مراد" بن جاتا ہے۔ بغیر عمل کے نزدیکی

دیا تو تمہارا فرع میں مشغول ہونا قبول نہ ہوگا۔ دل کی ناپاکی کے ساتھ ہاتھ پاؤں کی پاکی فائدہ نہیں دیتی۔ اپنے ہاتھ پاؤں کو سنت کے ذریعہ پاک کرو اور اپنے دل کو قرآن پر عمل کے ذریعہ سے۔ اس کی حفاظت کرو تاکہ یہ تمہارے ہاتھ پاؤں کی حفاظت کرے۔ ہر برتن سے وہی کچھ چھلکتا ہے جو اس میں ہوتا ہے۔ جو چیز تمہارے میں ہوگی تمہارے ہاتھ پاؤں پر ٹپکے گی۔ تواضع کرو۔ جتنا جھکو گے اتنے ہی پاک۔ بڑے اور بلند ہوگے۔ اگر تم نے تواضع نہ کی تو تم خدائے بزرگ و برتر اور اس کے رسولوں اور اس کے نیک بندوں اور اس کے حکم سے اور اس کے علم سے اور اس کی تقدیر سے اور اس کی قدرت اور اس کی دنیا اور اس کی آخرت سے ناواقف ہوگے۔ (کتنی نصیحتیں) سنتے ہو مگر سمجھتے نہیں۔ سمجھتے ہو مگر عمل نہیں کرتے (عمل بھی کرتے ہو) تو خالص اللہ کے لیے نہیں۔ پھر میرے پاس آتے ہی کیوں ہو۔ تمہارا وجود اور عدم دونوں برابر ہیں۔ جب تم میرے پاس آؤ اور میری بات پر عمل نہ کرو تو حاضرین پر (جگہ ہی) تنگ کرتے ہو۔ تم ہر وقت اپنی دکان پر بیٹھے اپنے بدن کو ضائع کرنے لگے رہتے ہو۔ جب تم میرے پاس آتے ہو تو محض تفریح کے لیے آتے ہو۔ ایسے سنتے ہو جیسے سنا ہی نہیں۔ اے دولت والو! اپنی دولت کو بھول جاؤ۔ آؤ۔ فقیروں میں بھی بیٹھو۔ اللہ کے لیے اور ان کے لیے جھکو۔ اے صاحب نسب! اپنے نسب کو بھول جاؤ اور پہلے آؤ۔ صحیح نسب تقویٰ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا۔ اے محمدؐ! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپؐ کی آل کون ہے۔ آپ نے فرمایا جس نے تقویٰ اختیار کیا۔

آؤ، تقویٰ کو آگے کرکے آؤ۔ عقل سیکھو۔ اللہ کی نعمتیں فقط نسب کے ذریعہ تمہارے ہاتھ نہ آئیں گی۔ بلکہ اس وقت ہاتھ آئیں گی جب تمہارے لیے تقویٰ کا نسب صحیح ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تم میں اللہ کے نزدیک سب سے بزرگ

چاہنے والا ہُوا پرست ہوتا ہے۔ ہم نے یہ بات شاذو نادر نہیں بلکہ اکثریت کے قاعدہ کے مطابق بیان کی ہے۔

اے صاحبزادے! آنحضرت موسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پہ اور تمام نبیوں پر درود وسلام ہو، کو کب قرب ومحبت نصیب ہوئی۔ مصیبتیں اٹھانے اور مجاہدے کرنے کے بعد۔ جب فرعون کے گھر سے بھاگ نکلے۔ برسوں بکریاں چرانے کی محنت برداشت کی۔ تب دیکھا جو کچھ دیکھا۔ کتنی کچھ مصیبتیں جھیل کر نزدیکی کے قابل ہوئے۔ جب بھوک۔ پیاس اور غربت برداشت کی اور ان کا جوہر کھل گیا تب حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی کو ان کی بیوی بنایا۔ ان کو بھلائی عورت کے ذریعہ ملی۔ کہ یہی ان کی مشقت اور اپنی بکریاں چرانے کا سبب بنی۔ قصہ یہ ہُوا۔ آپ بھوکے تھے اور بھوک بھی اپنا کام کر چکی تھی۔ جب ان کی بکریوں کو پانی پلایا اور شرم نے درخت کے نیچے لا بٹھایا اور اس محنت پر اجرت طلب کرنے سے باز رکھا۔ تو ازل کے لکھے نے ان کی کمر مضبوط کی اور خدا کی حفاظت نے مدد فرمائی۔ اور خدائے بزرگ و برتر کی نظرِ عنایات نے چست بنایا اور اپنے پروردگار محترم ومعظم سے سوال کے لئے گویا ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے عرض کیا۔ اے پروردگار! جو اچھی چیز مجھ پر اتاریں مَیں اس کا محتاج ہوں۔ اس طرح (دعا) کی حالت میں تھے کہ حضرت شعیبؑ کی بیٹی اپنے باپ کی اجازت لے کر آموجود ہوئی اور ان کو اپنے ساتھ لے گئی۔ جہاں ان کے والد تھے۔ انہوں نے حال پوچھا تو آپ نے ان کو پورا قصہ بیان کردیا۔ تب انہوں نے فرمایا۔ ڈرو نہیں۔ تم ظالم لوگوں سے بچ گئے ہو۔ پھر اپنی بیٹی سے شادی کردی۔ اور (اور مہر کی رقم کے بدلہ) بکریاں چرانے کے لیے رکھ لیا۔ تو فرعون کو بھول گئے اور اس میں دلالت محض رکھوالی اور چرانا نہیں تھا بلکہ وہ رات دن بکریوں کے ساتھ تھے۔ پس جنگل میں اس نہ بولنے والی مخلوق کے

اپنا ایک ہاتھ آپ کی چھاتی پر رکھا اور دوسرا پیٹھ کے نیچے رکھا تو کھڑا ہونے کے قابل ہوئے۔ عقل حاضر ہوئی۔ یہاں تک کہ اللہ کا کلام سمجھنے پوچھنے کے قابل ہوئے۔ مگر یہ قابلیت اس وقت ہوئی جب ان پر قیامت برپا ہوگئی اور زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگ ہوگئی۔ پھر ان کو فرعون اور اس کی قوم کے پاس جانے کا حکم دیا۔ تاکہ ان کے لیے رسول ہوں۔ تب عرض کیا۔ اے پروردگار میری زبان کی گرہ کھول دیجئے تاکہ وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میری کمر میرے بھائی (ہارون علیہ السلام) کو میرے ساتھ رسالت عنایت کرنے سے مضبوط کیجئے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان میں لکنت تھی۔ صاف بات کرنے پر قدرت نہ تھی۔ اس واقعہ کی بنا پر جو اُن کو فرعون کے ساتھ بچپن کی حالت میں پیش آیا تھا۔ تو یہ حال تھا۔ کہ جب کوئی لفظ بولنا چاہتے۔ ٹھہرتے۔ اور اتنا عرصہ میں حروف نکالنے کی کوشش کرتے۔ جتنے میں دوسرا شخص لفظ ادا کر دے اور اس کا سبب بھی وہ واقعہ تھا۔ جو ان کو بچپن کی حالت میں فرعون کے گود میں پیش آیا تھا۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ نے ان کو فرعون کے سامنے کیا اور اس سے کہا کہ یہ میرے تمہارے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں۔ اسے قتل مت کرو۔ تو اس نے ان کو لیا۔ اور چھاتی سے لگا کر چومنا چاہا۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس کو داڑھی سے پکڑ لیا اور اس کو خوب ہلایا۔ اس پر فرعون نے کہا یہی وہ بچہ ہے جس کے ہاتھوں پر میری سلطنت کا زوال ہوگا۔ میرے لیے اس کا قتل کرنا ضروری ہے۔ اس پر حضرت آسیہ نے کہا، یہ ننھا سا بچہ ہے۔ نہیں سمجھتا کہ کیا کرتا ہے۔ (جب فرعون کو اپنی ضد پر جما دیکھا) تو حضرت آسیہ نے مشورہ دیا کہ اس کے سامنے ایک موتی اور ایک انگارہ رکھ دو۔ پس اگر دونوں میں فرق اور اپنے ہاتھ موتی کی طرف بڑھائے اور آگ سے ڈرے تو اسے قتل کر دیجئے۔

گئی۔ عادت رخصت ہوئی اور حقیقت کے سامان آموجود ہوئے۔ بیوی اور اس کی سب ضروریات کو بھول گئے۔ (اُدھر) ان کی بیوی کے پاس وہ (غیبی) آیا جس نے ان کا احترام کیا اور ان کے لیے سارا سامان تیار کر دیا اور جو درکار تھا فراہم کر دیا۔ تو ایک پکارنے والے نے ان کو پکارا۔ ایک مخاطب کرنے والے نے خطاب کیا اور ایک بات کرنے والے نے بات کی اور وہ خود اللہ تعالیٰ تھے۔ کہ وادی کے داہنی جانب کے کنارہ مبارک ٹکڑا سے ان کے دل کے درخت سے ان کو آواز سنائی اور فرمایا۔ اے موسیٰ۔ میں ہی اللہ رب العالمین ہوں۔ فرمایا کہ میں ہوں اللہ۔ یعنی فرشتہ نہیں ہوں۔ نہ ہی جن ہوں نہ ہی انسان ہوں۔ بلکہ پروردگارِ عالم ہوں۔ مطلب یہ کہ فرعون اپنی بات (انا ربکم الاعلیٰ) میں جھوٹا ہے میں تمہارا ربِ اکبر ہوں اور خدائی میرے ہی شایانِ شان ہے۔ خدا تو فقط میں ہی ہوں جو فرعون اور اس کے علاوہ مخلوق۔ جن۔ انسان۔ فرشتوں اور عرش سے لے کر تحت الثریٰ تک کی کائنات کو پیدا کرنے والا ہوں۔ تمہارے زمانے کو جاننے والا ہوں۔ اور تمہارے اور قیامت تک آنے والی چیزوں کا جاننے والا ہوں۔ میں ان کا (بغیر مثال کے) پیدا کرنے والا ہوں۔ کس کی قدرت ہے۔ کہے۔ کہ میں اللہ ہوں۔ خدائے بزرگ و برتر بولنے والے ہیں گونگے نہیں ہیں۔ اس واسطے خدائے بزرگ و برتر نے اپنی کلام میں تاکید فرمائی اور موسیٰ علیہ السلام نے بول کر بات کی۔ اللہ تعالیٰ کے لیے کلام ثابت ہے جو سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کا کلام سنا۔ آپ کی جان نکلنے والی ہو گئی اور ہیبت کی وجہ سے منہ کے بل گر پڑے۔ اور ایسا کلام سنا جو پہلے کبھی نہ سنا تھا۔ آپ کو بشری کمزوری ہوئی اور اس نے گرا دیا۔ حق تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا۔ جس نے ان کو کھڑا کیا اور

بھی ہے اور تمہارے لیے بھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص طور پر صبر کا حکم دیا ہے اور تمہیں عام طور پر یہ حکم دیا ہے۔ چنانچہ اللہ نے فرمایا۔ آپ اس طرح صبر کیجئے جیسے اولوالعزم پیغمبروں نے صبر کیا۔ اے محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) اس طرح صبر کیجئے۔ جس طرح انہوں نے اپنے بیوی بچوں اپنے مال و اولاد اور مخلوق سے اپنی تکلیف پر میرے قضا و قدر کے فیصلوں پر صبر کیا تھا۔ چنانچہ ان سب چیزوں کا (نہایت قوت اور) برداشت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ تم میں کتنی کم برداشت دیکھتا ہوں۔ تم سے کوئی اپنے کسی دوست کی بھی ایک بات برداشت نہیں کرتا۔ اور نہ ہی اس کے عذر کو مانتا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کی پیروی کرنے کے لیے اخلاق وافعال سیکھو اور آپ کے نقشِ قدم پر چلو۔ شروع کے بوجھ پر صبر کرو کہ آخر میں راحت نصیب ہو۔ شروع میں تنگی ہوا کرتی ہے مگر آخر میں سکون۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو (شروع میں۔ نبوت سے پہلے) خلوت محبوب تھی۔ ایک دن آپ کو ایک آواز سنائی دی۔ کوئی پکارتا ہے۔ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سو آپ اس آواز سے بھاگے۔ اور نہ جانا کہ یہ کیا ہے۔ ایک زمانہ اس حالت میں رہے۔ پھر جانا۔ کہ وہ کیا ہے۔ تو چپ رہے۔ بعد میں جب یہ آواز بند ہوگئی تو آپ کا دل تنگ ہوا۔ اور (گھبرا کر) پہاڑوں میں گھومنے لگے۔ پس قریب تھا کہ آپ اپنے آپ کو پہاڑ سے گرا دیں[1]۔ پہلے بھاگا کرتے تھے اور پھر (بعد میں) اس کو خود ڈھونڈا

---

[1] یہ ارادہ خودکشی نہیں۔ جو عصمت کے خلاف ہو۔ بلکہ وجد و غلبہ حال کی ایک غیر اختیاری حالت ہوتی ہے جو وقوع میں بھی آئے تو بدن کو ذرہ برابر نقصان نہیں دیتی۔ اقطاب واغواث پر یہ حال گزرتا ہے اور وہ جوشِ محبتِ الٰہیہ میں پہاڑ سے گرتے ہیں تو زمین پر ایسے آ پڑتے ہیں جیسے ہوا میں پرند یا دریا میں مچھلی۔

ہوتا۔ تو فرمایا کرتے۔ یہ دھوکا ہے۔ یہ شیطان کی طرف سے ہے۔ (تاکہ مَیں اپنے آپ کو بزرگ سمجھ بیٹھوں) یہاں تک کہ ان کو ارشاد ہُوا۔ کہ تم کون۔ تمہارا باپ کون۔ بس ہماری نعمت کا اظہار کرو۔ (یعنی اتنا انکسار اور اتنی بدظنی مت کرو) اے (اللہ کی) محبت رکھنے والو۔ اے ارادت رکھنے والو۔ ڈرو کہیں حق تعالیٰ (کا دامن) تمہارے ہاتھ سے نہ چھوٹ جائے۔ اگر یہ ہاتھ سے چھُوٹا۔ تو ہر چیز ہاتھ سے چھُوٹی۔ حضرت عیسیٰ۔ ہمارے نبی اور ان پر درود و سلام ہو۔ کی طرف اللہ نے وحی فرمائی۔ اے عیسیٰ! (علیہ السلام) اس سے ڈرو کہ مَیں تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جاؤں۔ اگر مَیں تمہارے ہاتھ سے چھُوٹا۔ تو ہر چیز تمہارے ہاتھ سے چھُوٹی۔ اور حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی پر درود و سلام ہو نے اپنے خدائے بزرگ و برتر سے دعا کے دوران عرض کیا۔ اے پروردگار! مجھے کچھ نصیحت فرمایئے۔ ارشاد فرمایا گیا کہ تمہیں یہ نصیحت کرتا ہوں کہ میرے ہو جاؤ۔ اور مجھے ہی چاہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس سوال کو چار مرتبہ دہرایا۔ اور ہر مرتبہ جواب وہی فرمایا اور ان کو پہلے کی طرح جواب دیا۔ نہ ان کو یہ فرمایا کہ طالب دنیا بنو۔ نہ ان کو یہ فرمایا کہ طالب آخرت بنو۔ بلکہ یہ فرمایا کہ مَیں تمہیں اپنی اطاعت کی نصیحت کرتا ہوں۔ اپنی توحید کی نصیحت کرتا ہوں اور خالصتاً ہر عمل اپنے لیے (کرنے کی نصیحت کرتا ہوں) اور تمہیں اپنے ماسوا سے رخ پھیر لینے کی نصیحت کرتا ہوں۔

اے فقر والو! اپنے فقر پر صبر کرو۔ تمہیں دنیا اور آخرت میں تونگری نصیب ہو گی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ فقر اور صبر کرنے والے قیامت کے دن اللہ کے ساتھ بیٹھنے والوں میں سے ہیں۔ فقر اور صبر والے آج اپنے دلوں سے اور کل (قیامت میں) اپنے جسموں سے

اے میرے اللہ! گواہ رہو۔ میں تمہارے بندوں کو نصیحت کرنے میں انتہا کر رہا ہوں۔ اور ان کی اصلاح کے لیے پوری کوشش کر رہا ہوں۔ اے عبادت خانوں اور خانقاہوں والو! آؤ اور میری باتیں سنو۔ چاہے ایک ہی حرف۔ ایک دن یا ایک ہفتہ میری صحبت میں رہو۔ کیا عجب ہے۔ کوئی بات سیکھ لو۔ جو تم کو فائدہ بخشے۔ تم سے اکثر ہوس میں مبتلا ہیں۔ کہ تم عبادت خانوں میں بیٹھ کر مخلوق کی پوجا کر رہے ہو۔ یہ بات محض جہالت کے ساتھ خلوتوں میں بیٹھنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ علم اور علماء کی تلاش میں اتنا چلو کہ چلنے کی سکت نہ رہے۔ اتنا چلو۔ اور طاقت رفتار جواب دے بیٹھے۔ پھر جب تھک جاؤ تو پہلے اپنے ظاہر کاموں سے بیٹھ جاؤ اور پھر اپنے باطن سے اور پھر اپنے دل سے اور پھر اپنے اندر سے (کہ اپنے آپ کو عاجز پا کر اللہ کی رہبری پر نظر ڈالیں) جب ظاہر اور باطن تھک کر بیٹھ جاؤ گے تب اللہ تعالیٰ کا قرب اور وصول تمہارے طرف آئے گا۔ تمہیں اذان کا حق حاصل نہیں جبکہ (ابھی) تم انڈوں میں بچوں کی (مانند) ہو۔ تمہیں بات کرنے کا حق نہیں، یہاں تک کہ تمہاری پیدائش مکمل ہو جائے اور تم انڈے چھوڑ کر باہر آجاؤ۔ اور اپنی ماں کے پروں کے نیچے چوزے بن کر آؤ۔ یعنی اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پروں کے نیچے۔ کہ وہ تمہیں چگا دے تاکہ تمہارے ایمان کو مکمل کرے۔ اور جب تم میں (خود چگنے) کی صلاحیت ہو جائے گی تو تم اپنے بزرگ و برتر رب کی مہربانی سے دانے چنو گے۔ پھر اس وقت مرغیوں کے لیے مرغ بن جاؤ گے۔ ان کو اپنے ساتھ مانوس کر کے دانہ کے لیے ترجیح دو گے۔ اور ان کے لیے محافظ بن جاؤ گے۔ مصیبتوں کا سامنا کرو گے۔ اور ان کو بچانے کے لیے اپنی جان قربان کر دو گے۔ بندہ جب صحیح ہو جاتا ہے۔ مخلوق کا بوجھ اٹھاتا ہے اور ان کے لیے "قطب" بن جاتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے

مخلوق کے فائدے ان کے ہاتھوں سے ہوں گے۔ اِسی طرح یہود نے قصد کیا کہ مریم کے بیٹے عیسیٰ، ہمارے نبی اور اُن سب پر درود و سلام ہو۔ کو قتل کر دیں کیونکہ انہوں نے ان سے (محض) اس لیے حسد کیا۔ کہ ان کے ہاتھ پر کھلی نشانیاں اور معجزے ظاہر ہوتے۔ تو خدائے بزرگ و برتر نے ان کو وحی بھیجی کہ ان کا ملک چھوڑ کر مصر چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ ہجرت فرما گئے۔ اور اُس وقت ان کی عمر تیرہ سال کی تھی۔ ان کے ایک رشتہ دار نے ان کو لیا۔ اور ان کے ساتھ فرار ہو گیا۔ اور انہوں نے قوّت پکڑی اور اطراف میں ان کی شہرت ہو گئی۔ تو (یہود) نے مل کر یہ تجویز پختہ کر لی کہ ان کو مار ڈالیں۔ مگر قابو نہ پا سکے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنی تجویز پر غالب رہے۔ اور تم ہو، اے دَورِ حاضر کے منافقو! چاہتے ہو۔ کہ مجھے مار ڈالو۔ تمہارے لیے کوئی کرامت نہ ہو۔ تمہارےؔ ہاتھ اس سے قاصر رہیں گے۔ فرمانبرداری کے کام کرنے اور نافرمانیوں اور بُری باتوں کے چھوڑنے کے لیے اپنی طبیعت کو مجبور کرو۔ کہ یہی مجبوری (آخر) طبیعت بن جائے گی۔ اپنے خدائے بزرگ و برتر کے کلام کو سمجھو۔ اور عمل کرو۔ اور اپنے اعمال میں اخلاص اختیار کرو۔ ہمارے خدائے بزرگ و برتر متکلم ہیں اور ان کا کلام سنا اور سمجھا جاتا ہے۔ دنیا میں ان کا کلام حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمّد صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا۔ اور آخرت میں

؎ فرقہ معتزلہ کلام کو حق تعالیٰ کی سبقت نہیں مانتا۔ خلیفہ معتصم باللہ کے زمانہ میں بعض معتزلی خلیفہ کے مصاحب و مقرب بن گئے اور اچھا خاصا اثر و رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ چنانچہ امام احمد بن حنبلؒ کو اسی مسلہ پر حق گوئی کی سزا میں دُرّے کھانے اور مدت تک قید رہنا پڑا۔ حضرت غوثِ اعظمؒ بھی حنبلی المذہب ہیں اور آپ کے زمانہ میں بھی معتزلہ کا یہ شر و فساد چل رہا تھا۔ اور چاہتے تھے کہ امیر المومنین کے کانوں میں حضرت ممدوح کی تکفیر پختہ کر کے ارتدادِ قتل کا حکم نافذ کرائیں۔ یہ انہی کی طرف اشارہ ہے اور کلام اور رویتِ باری تعالیٰ کے مسئلہ کو بلا خوف و جھجک وضاحت فرما کر خوب رسالت کا حق ادا

فرمایا جس نے علم سیکھا اور اس پر عمل کیا اور دوسروں کو سکھایا - وہ عالم ملکوت میں "عظیم" کے نام سے پکارا گیا۔ مَیں وہی بات کہتا ہوں جو امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ نے فرمائی۔ کہ میرے سینے میں ایک علم ہے۔ اگر مَیں اس کے اٹھانے والے پاتا ہیں اس کو پھیلا دیتا۔ اگر مَیں تمہارے اندر اہلیت پاتا تو (اللہ کے) بھیدوں کے دروازہ کو کیوں بند کرتا۔ اور اس کے دروازے کھول دیتا۔ اور اس کی کنجیاں ضائع کر دیتا۔ (کہ بند کرنے کی صورت ہی نہ رہتی) مگر (افسوس کہ اہل نہیں ملتے اور اب) بھلا اسی میں سمجھتا ہوں کہ بھید محفوظ رکھو یہاں تک کہ کوئی اہلیت والا آئے جو تمہارے پاس ہے تم (بھی) اس کی حفاظت کرو اور جب تم سے کوئی چاہے تو اسے تناسبِ حد تک ظاہر کرو۔ اور جو کچھ تمہارے پاس ہے، سبھی نہ کھول دو۔ کیونکہ بعض حالات چھپائے رکھنے کے قابل ہوتے ہیں

حضرت شمعون رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایمان ہی اصل ولایت ہے۔ اور جس کا قدم اس میں مضبوط ہو۔ وہی اضافہ ہے۔ یہ بات کہتے بھی تھے اور اس پر یقین بھی رکھتے تھے اور اس پر عمل بھی فرماتے تھے۔ اور جو شریعت کا خادم بنا اور اس پر عمل کیا اور اس میں مخلص ہوا۔ اور یہ (شریعت) تو قرآن و حدیث ہی ہے۔ وہ کام نکال لے گیا۔ خدا کی قسم! جس نے ان دونوں کے مطابق پرورش پائی۔ اور انہی (کے ماتحت) بڑھا پھولا۔ اور دونوں کی حدود کو پامال نہ کیا وہ کامیاب ہوا۔

اس بات سے ڈرو۔ کہ کہیں تمہیں ایمان اور اسلام سے عار محسوس ہو۔ اس سے تمہارے لیے خوفِ خدا، نماز روزہ، شب بیداری میں ترقی ہو گی، (اور آخر کار ایمان پر تمہارا مالکانہ قبضہ ہو جائے گا) اسی وجہ سے اللہ والے سرگرداں پھرے اور (آبادی چھوڑ کر) جنگلی جانوروں میں جا گھسے۔ اور زمین کے

ہوں جو خاص آپ کی ہو۔ اے سبب کو شریکِ خدا سمجھنے والے۔ اگر تم توکّل کے کھانے کا مزہ چکھ لیتے تو سبب کو کبھی شریکِ خدا نہ بناتے۔ اور متوکل بن کر اور اس پر پورا بھروسہ جما کر اس کے دروازے پر بیٹھ جاتے۔ مجھے تو کھانے کی محض دو [illegible] صورتیں معلوم ہیں۔ یا تو شریعت کی پابندی کے کسب کے ذریعہ۔ یا توکّل کے ذریعہ۔ تمہاری خرابی ہو تم خدائے بزرگ و برتر سے نہیں شرماتے۔ اپنے کسب کو چھوڑتے ہو اور لوگوں سے بھیک مانگتے ہو۔ کسب ابتداء ہے اور توکّل انتہا ہے مگر تمہارے لیے تو نہ ابتدا، دیکھتا ہوں نہ انتہا۔ مَیں تمہارے سے حق بات کہتا ہوں۔ اور تمہارے سے شرماتا نہیں ہوں۔ سنو اور مانو۔ اور جھگڑا نہ کرو۔ میرے سے جھگڑنا اللہ تعالیٰ سے جھگڑنا ہے۔ نماز کی پابندی کرو۔ کیونکہ یہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان ایک جوڑ ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، آپ نے فرمایا کہ جب مومن نماز میں داخل اور اس کا دل اپنے خدائے بزرگ و برتر کے سامنے حاضر ہوتا ہے تو اس کے اِردگرد "لا" کے بعد "حول" کی ضرب مار دیتے ہیں اور فرشتے اس کے چاروں طرف کھڑے ہوتے ہیں اور اس پر آسمان سے برکت نازل ہوتی ہے اور حق تعالےٰ اس کی وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتے ہیں۔ بعض نمازیوں کی یہ شان ہوتی ہے کہ ان کا دل حق تعالےٰ کی طرف اس طرح کھنچ جاتا ہے۔ جیسے کہ پرندہ کو پنجرہ میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جیسے بچہ کو ماں کا ہاتھ بھینچ لیتا ہے۔ چنانچہ اس کو اپنی پسندیدہ چیزوں اور معلوم باتوں۔ سب سے اس طرح بے خبری ہو جاتی ہے کہ اگر اسے کاٹ دیا جائے۔ ٹکڑے کر دیا جائے اسے خبر نہ ہو۔ اس قسم کی بات ایک بزرگ سے منقول ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا [illegible] حضرت عروہ بن زبیر بن عوام رحمۃ اللہ علیہ تابعی (اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہا [illegible]ے بھتے) تھے۔ ان کے پاؤں میں گوشت خور (پھوڑا) ہو گیا۔ اس

اور نہ کوئی دوسرا اسے مانوس کرتا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام عرض کیا کرتے تھے۔ اے میرے اللہ! میں تیرے بندوں کے سب طبیبوں کے پاس ہو آیا ہوں تو سب نے مجھے آپ ہی کا پتہ بتایا ہے۔ اے حیرت زدہ بندوں کے رہنما۔ مجھے اپنا راستہ دکھا۔ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے اس کا دل تو سراپا شوق، عمل یکسوئی اور کامل فنا بن جاتا ہے۔ اپنے آپ اس کے سارے فکر ایک ہی فکر بن جاتے ہیں۔ کشف کی حقیقت پردوں سے باہر نکلنے کے بعد ہی پوری ہوتی ہے۔ اگر (خدا تک) رسائی چاہتے ہو۔ تو دنیا۔ آخرت اور زیرِ عرش سے لے کر ثریٰ (نیچے کی گیلی مٹی) تک سب کو چھوڑ دو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساری مخلوقات حجاب ہے۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو دروازہ ہیں۔ خدائے بزرگ و برتر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں فرمایا ہے "جو تم کو رسول دے اسے لے لو۔ اور جس سے تمہیں منع کرے اس سے باز آؤ۔ لہٰذا آپ کی پیروی پردہ نہیں بلکہ یہ رسائی کا حیلہ ہے۔

اے صاحبزادے! تمہاری بات سمجھ کی کیسے ہو۔ اور تمہارا باطن کس طرح صاف ہو۔ جب تم مخلوق کو شریکِ خدا بناتے ہو۔ تمہارا کام کیسے نکلے۔ جب تم ہر رات یہی طے کرتے رہتے ہو کہ (صبح) کس کے پاس جانا اور اس سے (اپنی مصیبت کی) شکایت کرنی اور بھیک مانگنی ہے۔ تمہارا دل کیسے صاف ہو سکتا ہے جبکہ وہ توحید سے خالی ہے۔ اس میں ذرہ بھر بھی توحید نہیں۔ توحید ایک نور ہے۔ اور خالق سے شرک کرنا ظلمت ہے۔ تم کس طرح فلاح پا سکتے ہو۔ جبکہ تمہارا دل تقویٰ سے خالی ہے۔ اور اس میں ذرہ برابر بھی تقویٰ نہیں۔ تم خالق سے محجوب ہو۔ اور مسبب الاسباب سے اسباب کے حجاب میں ہو۔ مخلوق پر بھروسہ اور اعتماد سبب ہو۔ تم خالی دعویٰ ہو۔ حقیر چیز۔ تلچھٹ۔ کسی دعویٰ پر بغیر ثبوت کے

یہ تمہارے پاس بیداری میں آئے گی۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی ابتدائی حالت الہام کی تھی اور دوسری حالت سچے خواب کی۔ جب ان کی حالت مضبوط ہوگئی تو فرشتہ ان کے پاس ظاہراً آنے لگا۔ کہتا۔ حق تعالیٰ تمہارے سے یہ فرماتے ہیں اور یہ فرماتے ہیں۔

عقل سیکھو، اور اپنی ریاست کا غرور چھوڑو۔ اور آؤ۔ عام لوگوں کی طرح یہاں بیٹھو۔ تاکہ تمہارے دل کی زمین میں میری باتوں کا بیج اُگے۔ اگر تمہیں عقل ہوتی تو تم میری صحبت میں بیٹھتے۔ اور میرے سے ایک لقمہ کھا کر قناعت کرتے۔ اور میری سخت کلامی کو برداشت کرتے، ہر وہ شخص جس کے پاس ایمان ہوتا ہے، میرے پاس جمتا ہے اور جس کے پاس ایمان نہیں ہوتا وہ مجھ سے بھاگتا ہے۔ تمہاری خرابی ہو۔ ارے۔ تم دوسرے کی حالت کے جاننے کا دعویٰ کرتے ہو۔ تم کس طرح تمہیں سچا جانیں، حالانکہ تمہیں خود اپنے حال کا پتہ نہیں۔ یہ (صریح) جھوٹ ہے اپنے جھوٹ سے توبہ کرو۔ اے ہمارے اللہ! ہمیں تمام حالتوں میں سچائی نصیب فرما اور ہمیں دنیا میں اور آخرت میں نیکی دے۔ اور ہمیں دوزخ کی آگ سے بچا۔

نویں مجلس :-

نفس کو دنیا (کے دھندوں) کے لیے چھوڑو۔ اور دل کو آخرت (کے کاموں) کے لیے۔ اور (دل کے) بھید کو مولیٰ کے لیے۔ دنیا سے مطمئن نہ ہو۔ یہ سجایا ہوا سانپ ہے۔ (پہلے) اپنی سجاوٹ سے لوگوں کو بلاتا ہے۔ پھر ان کو ہلاک کرتا ہے۔ اس سے پورے طرح سے رُخ پھیر لو۔ اپنے بزرگ و برتر خدا کی اطاعت میں، اپنے نیک بھائیوں کی صحبت اور ان کی خدمت میں اور مزدلوں سے منہ پھیرنے میں اخلاص اختیار کرو، حق تعالیٰ کے یہاں تک موحّد ہو۔ کہ تمہارے دل میں ذرہ

اس کے ساتھ ہوتا ہے۔ یہاں تک مجاہدوں اور ریاضتوں کے بعد رسائی ہوتی ہے اور جو اس مقام تک پہنچ جائے وہ زمین میں حق تعالیٰ کا نائب اور اس میں اس کا خلیفہ ہوتا ہے۔ یہ بھیدوں کا دروازہ ہے۔ اس کے پاس دلوں کے خزانوں کی کنجیاں ہیں جو حق تعالیٰ کے خزانے ہیں۔ یہ چیز مخلوق کی عقل سے بالا ہے۔ جو اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے پہاڑ کا ایک ذرہ ہے۔ اور اس کے سمندر کا ایک قطرہ ہے اور اس کی روشنی سے ایک چراغ ہے۔ اے میرے اللہ! میں آپ سے عذر کرتا ہوں۔ اور اس کی قدرت کہاں۔ لیکن جب میں اس درجہ تک پہنچ گیا۔ تو تم سے غائب ہو جاتا ہوں۔ چنانچہ میرے دل کے مقابلہ میں کوئی چیز باقی نہیں رہتی۔ جو اس کی طرف عذر کرے اور اس سے محفوظ رکھے۔ یہ دل جب صحیح ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دروازہ پر اپنے پاؤں جما لیتا ہے تو تکوین کے صحرا اور اس کی وادیوں میں گر پڑتا ہے۔ اور اس کے سمندر میں کبھی اپنے کلام سے ہوتا ہے اور کبھی اپنی ہمت سے۔ اور کبھی اپنی نظر سے (یہ سب) اللہ تعالیٰ کا فعل ہو جاتا ہے۔ اور وہ ایک طرف علیحدہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بقایا کو وہ باقی رکھتا ہے۔ تم میں تھوڑے ہیں جو اس کو مانیں۔ اور تم سے اکثر اس کو ایمان سے جھٹلاتے ہیں۔ یہ ولایت ہے اور اس پر عمل کرنا منتہی ہے۔ بزرگوں کے حالات سے محض منافق۔ دجال اور اپنی نفسانی خواہشات کا سوار ہی انکار کرتا ہے۔ یہ بات صحیح اعتقاد پر مبنی ہے۔ پھر (شریعت) کے حکم کے ظاہر پر عمل کرنے پر۔ عمل معرفت الٰہی کا وارث بنا دیتا ہے۔ علم اس کے اور اس کے پروردگار کے درمیان (ذریعہ ہوتا) ہے۔ اس کے ظاہر اعمال باطنی اعمال کے پہاڑ کی نسبت سے ذرہ بھر ہوتے ہیں اس کے اعضاء کو سکون ہوتا ہے مگر دل کو سکون نہیں ہوتا۔ اس کا سر سوتا ہے اور اس کے دل کی آنکھیں نہیں سوتیں۔ اپنا دل سے عمل اور ذکر کرتا ہے۔ اور

علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب آدمی مرجاتا ہے اور قبر میں داخل ہوجاتا ہے تو منکر نکیر اس سے سوال کرتے ہیں وہ جواب دیتا ہے۔ پھر اس کی روح کو بارگاہ خداوندی کی طرف جانے اور اس کو سجدہ کرنے کا حکم ہوتا ہے اور اس روح کے ساتھ فرشتوں کی ایک جماعت ہوتی ہے۔ وہ اس کو لے لیتی ہے، اور اس کے لیے ان باتوں سے پردہ اٹھاتی ہے جو اس سے چھپی ہوئی تھیں۔ پھر اس کو نیکوں کی روحوں کے ساتھ جنت میں لے جایا جائے گا۔ چنانچہ اور بہت سی روحیں استقبال کریں گی، اور اس سے حالات اور دنیا کے دھندوں کا پوچھیں گی، پس جو چیز اس کو معلوم ہوگی ان کو خبر دے گی۔ فلاں نے کیا کیا۔ وہ کہے گی وہ تو مجھ سے پہلے مر چکا۔ اس پر وہ کہیں گی، وہ ہمارے تک تو نہیں پہنچا۔ لاحول ولا قوۃ الّا باللہ العلی العظیم۔ اس کو اس کی ماں ہاویہ (دوزخ) کے پاس لے کر چلے گئے تھے۔ پھر اس نیک روح کو سبز پرندہ کی پوٹ میں ڈال دیں گے۔ وہ جنت میں کھاتی پھرا کرے گی۔ اور آسمان کے نیچے لٹکے ہوئے پنجرہ میں پناہ لیا کرے گی۔ اکثر مومنین علیہم السلام کی ملاقات کی یہ صورت ہوا کرے گی۔ اے اللہ! ہمیں ان میں سے کردے، اور ہمیں ان کے جینے کی طرح جیتا رکھ۔ اور ہمیں ان کی سی موت مار۔ آمین۔

بارھویں مجلس :-

اے فقیرو۔ اے مصیبتوں میں مبتلا ہونے والو! موت اور اس کے بعد کی چیزوں کو یاد کرو، تمہارا افلاس اور تمہاری مصیبتیں ہلکی ہوجائیں گی اور تمہارے لیے دنیا کو چھوڑنا آسان ہوجائے گا۔ میری یہ بات قبول کرلو، چونکہ میں نے اس کو آزمایا ہوا ہے۔ اور اللہ والوں (کی راہ) چلنے والے تو ذاتِ خداوندی کے علاوہ

اے لوگو! (شریعت) کے اس ظاہر حکم میں داخل ہو جاؤ۔ خدائے بزرگ و برتر کی کتاب اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرو۔ اور اپنے اعمال میں اخلاص اختیار کرو۔ پھر دیکھو، کہ تم اس کے لطف و کرامت اور خوشگوار گفتگو سے کیا کچھ دیکھتے ہو۔ اے یقینی طور پر مجرمو۔ اے بدنصیبو! آگے بڑھو۔ اے دوڑنے والو! لوٹو۔ مصیبتوں کے تیروں سے مت بھاگو۔ یہ محض اوہام ہیں (ذرا) ڈٹو۔ اس قسم کی بات اور اس کی شہرت کے لیے تم کافی (ثابت) ہو چکے ہو۔ ڈٹے رہو۔ تمہارے علاوہ کسی پر کوئی چیز نہ پڑے گی۔ اس کا ٹھکانہ تو صدیقین (ابدال) کے دل ہیں، تم اس کے اہل نہیں ہو۔ نہ ہی وہ تمہارے لیے ہیں۔ اور نہ ہی تم ان کے لیے ہو۔ تم تو (محض) نظارہ کرنے والے اور پیچھے آنے والے ہو۔ پس اللہ والوں کے عدد زیادہ کرو۔ اور جو اللہ والوں کے عدد کو زیادہ کرے گا وہ انہی میں سے ہوگا۔ سر کی آنکھ سے دنیا کی طرف دیکھا جاتا ہے اور دل کی آنکھ سے آخرت کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ اور باطن کی آنکھ سے حق تعالےٰ کی طرف دیکھا جاتا ہے۔ سر کی آنکھ سے دنیا سے بے پرواہ ہوا جاتا ہے۔ اور دل کی آنکھ سے آخرت سے بے پرواہ ہوا جاتا ہے۔ اور باطن کی آنکھ دنیا اور آخرت میں حق تعالےٰ کے ساتھ باقی رہتی ہے۔ چونکہ یہ دنیا اور آخرت میں اس کی طرف دیکھتی ہے۔ جب مومن کی یہ شان ہوتی ہے۔ جب آبادی میں ہوتا ہے تو آبادی والوں کے لیے رحمت ہوتا ہے۔ اگر وہ نہ ہو تو آبادی اس طرف سے دھنس جائے۔ اور اگر آبادی والوں پر دیواریں کھڑی رہیں۔ اس کو سچا جانیں اور اس پر ایمان لائیں اور وہ بلند ہو۔ دشمنی کرنے والے ان جاہلوں کے ساتھ ہوں گے جنہوں نے انبیاء و مرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قتل کیا۔ اور ان کے دشمن اپنے پروردگار سے دور اوٹ میں پھینکے ہوں گے۔ اے اللہ! ہم پر

اور ان پر مہربانی کیجئے اور ہمیں اور ان کو ہدایت دیجئے۔ آمین

اے دنیا کے عیش و آرام سے فائدہ اٹھانے والو! عنقریب اس سے اس کا آرام و عیش علیحدہ ہو جائے گا۔ ایک شاعر نے کیا عمدہ بات کہی، سنو۔ کہ (آج) تمہیں (آواز) سننے کا مقدور ہے، تم نہیں سمجھتے۔ وہ فوت ہونے والی ہے۔ بلکہ جو چاہے کھاؤ۔ اور اچھی طرح جیو۔ چونکہ ان سب کے بعد آخر موت ہے۔ عنقریب تمہارا مال اور تمہاری زندگی فنا ہو جائے گی۔ اور تمہاری (آنکھوں) کی روشنی کم ہو جائے گی اور تمہاری عقل میں فتور واقع ہو جائے گا۔ اور تمہارا کھانا پینا کم ہو جائے گا اور تم مزوں کی چیزوں کو دیکھو گے۔ لیکن ان میں سے کچھ بھی کھانے کے قابل نہ ہو گے۔ تمہاری بیوی اور تمہارا بچہ تم سے بغض رکھتے ہیں، اور تمہاری موت کی تمنا کرتے ہیں، تمہیں رنج و غم کا سامنا ہو گا۔ اور دنیا چلی جائے گی اور آخرت تمہارے سامنے آئے گی، پھر اس وقت اگر تمہارے پاس کوئی نیک عمل ہو گا تو تمہارا استقبال کرے گی اور تمہیں اپنے سینے سے چمٹائے گی اور اگر نیک عمل نہ ہوا تو قبر تمہاری جگہ ہو گی اور آگ تمہاری سہیلی ہو گی۔ یہ ہوس نہیں؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جینا تو آخرت کا جینا ہے اور اس کو اپنی ذات اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لیے دہرایا کرتے۔ مجھ سے سیکھو۔ اے جاہلو۔ میری پیروی کرو۔ بلاشبہ میں تمہیں نیکی کی راہ کی ہدایت کروں گا۔

تمہاری خرابی ہو تم میری ارادت کا دعویٰ کرتے ہو اور اپنا مال مجھ سے چھپاتے ہو، تم اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہو۔ مرید کے پاس اپنے پیر کے مقابلہ میں نہ کرتا ہوتا ہے نہ پگڑی اور نہ سونا ہوتا ہے اور نہ ملکیت۔ اس کے بھال پر محض وہ کھاتا ہے جس کے کھانے کا اسے حکم ہوتا ہے۔ وہ اس سے فانی ہوتا ہے، اس کے امر و نہی کا منتظر ہوتا ہے۔ جانتا ہے کہ یہ اس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ کی مصلحت ہے۔